کی سندیں اور روایت کی اجازت حاصل کی۔ اسی اثناء میں اکثر آپ جناب سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے روضہ منورہ پر تشریف لے جاکر مراقب رہا کرتے، بعض احوال و واردات خاص اُس مقام مبارک پر آپ نے دیکھے اور مشاہدہ کیئے اور جن فیضوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرف فرمایا ان کو بتفصیل رسالہ فیوض الحرمین میں خود شاہ صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ شاہ صاحب نے حرمین شریفین کے بڑے بڑے زبردست بزرگوں سے خرقۂ خلافت پہنا۔

پھر ۱۴، رجب ۱۱۴۵ھ بروز جمعہ کو دلّی میں واپس تشریف لائے اور اپنے قدیمی مکان میں اقامت کی۔ مدرسہ رحیمیہ کو جس کی بنیاد جناب شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ ڈال گئے تھے، رونق دی، حدیث و تفسیر کا درس دینا شروع کیا۔ گویا شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے بعد اس زمانے میں آپ نے حدیث شریف کو فروغ بخشا۔ اطراف ہندوستان میں آپ کی حدیث دانی کی شہرت ہوئی۔ طالب علموں کے پرے کے پرے آنے شروع ہوئے، پرانی دلّی دارالحدیث بن گئی۔ حقیقت میں جناب حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی درسگاہ اس وقت علوم حدیث و تفسیر کا مخزن اور حنفی فقہ کا سرچشمہ تھا۔ اس مقدس اور شریف علم کی خدمت جس قدر آپ سے ظہور پذیر ہوئی واقعی بات یہ ہے کہ ہندوستان میں کوئی شخص اس کا دعویدار نہیں بن سکتا کہ جہاں علم حدیث کا نام نشان تک زبان پر نہ لیا جاتا تھا آج اس کی گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں علم حدیث کی آوازیں سنی جاتی ہیں۔ اس احسان سے ہندوستان کبھی سر نہیں اُٹھا سکتا۔

روشن اختر محمد شاہ پادشاہ کا زمانہ تھا اس نے چاہا کہ شاہ صاحبؒ کے دم سے اگر شاہجہان آباد کو عزت ہو تو کیا کہنا ہے۔ لہذا مولانا کو شاہجہان آباد میں بلایا اور ایک عالیشان مکان رہنے کے لئے عنایت فرمایا، جس کا ہم تفصیلی حال اپنی یادگار دہلی میں لکھ چکے ہیں۔

شاہ صاحبؒ شاہجہان آباد میں تشریف لائے اور مع قبائل کے رہنے لگے اور قدیمی جگہ جہاں اب ان حضرات کے مزارات ہیں غیر آباد پڑے رہے۔

پھر شاہ صاحبؒ نے ۱۱۵۱ھ میں دوسرا نکاح دختر نیک اختر مولوی سید حامد صاحب سونے پتی کے ساتھ کیا جن کے بطن سے شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب و شاہ عبدالقادر صاحب و شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہم پیدا ہوئے۔ یہ حضرات بھی اپنے وقت کے مستعد عالم، فاضل، عارف، کامل، محقق، محدث، مفسر ہوئے، رات دن دینی اشاعت میں مصروف رہے اور للہ فی اللہ حدیث و قرآن کا درس دیتے رہے۔

غرض کہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا درس و تدریس اور ہدایت کا بازار ہر وقت گرم رہتا تھا، لاکھوں شاگرد و ہزاروں مرید ہوئے۔ سینکڑوں طالب بنے شاہ محمد عاشق پھلتی و خواجہ شاہ امین اللہ صاحب کشمیری و شاہ نوراللہ صاحب و حافظ عبدالنبی عرف عبدالرحمٰن صاحب و شیخ محمد عابد صاحب و میاں محمد شریف صاحب و سید شرف الدین محمد صاحب و شاہ ابوسعید صاحب رائے بریلوی وغیرہ ایسے ایسے لوگ خلیفہ ہوئے۔

۱۱۷۶ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔

شاہ اہل اللہ دہلویؒ[۱]

حضرت مولانا شاہ اہل اللہ صاحب برادر خورد حقیقی حضرت مخدومنا و مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ ان کی ولادت سے پہلے آپ کے والد ماجد یعنی حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ نے حضرت کو ایک روز بجائے ولی اللہ کے اہل اللہ پکارا۔ خادموں نے عرض کیا حضرت ولی اللہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ عنقریب ان کا بھائی پیدا ہوگا یہ اس کا نام ہے، میری زبان سے نکل گیا تھا۔ چنانچہ چند عرصہ بعد ۱۱۱۹ھ میں آپ پیدا ہوئے اور اہل اللہ نام رکھا گیا۔ اور واقعی اسم بامسمی تھے۔ بچپن ہی سے تقویٰ و طہارت اور علم و فضل میں نشو و نما پائی تھی۔ فطرت صفا اور طبیعت بہت عالی اور ذہن روشن اور رائے بہت درست اور فہم دقیقہ یاب اور ذکا، روشن مثل آفتاب کے رکھتے تھے۔ اور سب درسی

---

[۱] تکملۂ ہندی (از شاہ اہل اللہؒ) مطبوعہ مطبع احمدی سے ماخوذ ہے۔

کتابیں اپنے بڑے بھائی حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سے پڑھیں اور پندرہ برس کی عمر میں تحصیل سے فارغ ہو گئے اور بارہ برس کی عمر میں اپنے والد بزرگوار سے بیعت کی اور اشغال طریقت اخذ کئے ۔ از بسکہ فطرت عالی رکھتے تھے، تھوڑے عرصہ میں طریقت کی برکتیں اور حقیقت کے انوار حاصل ہو گئے اور ایک رسالہ معنون بفوائد آپ کی تصنیفات سے ہے اس میں بہت طریقت کے معارف اور حقیقت کے اسرار بیان کئے ہیں۔ شریعت پر نہایت راسخ قدم تھے اور اخلاق نہایت متین تھے، توکل پر عالی رتبہ تھے اور دنیا کی زخرفات کی طرف بالکل التفات نہ کرتے تھے ۔ اور عقل معاش میں بھی عقل معاد کی طرح کامل تھے۔ کفایت وعدالت وظرافت تدبیر میں بے نظیر تھے اور علم صناعی میں جیسے نجوم ورمل اطلاع کامل رکھتے تھے۔ طب میں بہت اچھی دستگاہ تھی ۔ اور موجز القانون میں بعض ضروری مسائل جو مصنف سے رہ گئے تھے زیادہ کئے ۔ اور اس کو فارسی میں کر کے ایک رسالہ وافی کافی کر دیا۔ لیکن باوجود طب میں حذاقت کے بمقتضائے بے پروائی معالجات ومداوات نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک روز خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ ہیں ہاتھی پر سوار ایک نیزہ ہاتھ میں اور کہتے ہیں کہ ہم بشارت لائے ہیں کہ خدا تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے علاج سے شفا پائی۔ اس بشارت سے خوشی حاصل ہوئی اور خادمان کو اجازت دی کہ جب کوئی بیمار آئے مجھ کو اطلاع دو۔ اگرچہ کسی حال میں بھی ہوں ۔ فرماتے تھے معلوم نہیں کس کا معالجہ کیا ہے جس کے سبب یہ قبولیت حاصل ہوئی ان دنوں ایک فقیر کا علاج بھی کیا تھا شاید بمقتضائے حدیث قدسی مرضت فلم تقد منی (الحدیث) کی نسبت یہ امر ظہور میں آیا ۔

باوجود ان سب کمالوں کے اور وصفوں کے اپنے تئیں کچھ سمجھنا ان کی سرشت میں نہ تھا حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ نے پہلے سفر حج کے وقت خلافت کی دستار ان کے سر پر باندھی اور اجازت ارشاد وبیعت ان کو دی ۔ اور حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم قدس سرہٗ کا جانشین ان کو بنایا اور فرمایا کہ جیسا خرقہ ہم کو حضرت والا قدس سرہٗ سے پہنچا ویسا ہی ہم نے ان کو دے دیا۔ متعلقین کو چاہیئے کہ ان کو بجائے پدر بزرگوار قدس سرہ سمجھیں ۔